کے لیے خاص کرنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابو اسحاق شاطبیؒ فرماتے ہیں: انہی بدعات میں سے مخصوص کیفیات اور معین طریقوں کا التزام بھی ہے۔ جیسے اجتماعی طور پر بیک آواز ذکر الٰہی کا اہتمام کرنا۔ اور خاص اوقات کے اندر ایسی معین عبادتوں کی پابندی کرنا بھی ہے جس کے لیے شریعت نے وہ اوقات مقرر نہیں کیے ہیں۔ [الاعتصام] حافظ ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں: کسی چیز کے خاص ہیئت کے ساتھ مستحب ہونے پر دلیل شرعی کا وجود ضروری ہے۔ اور خاص اوقات کے اندر ایسی معین عبادتوں کی پابندی کرنا بھی بدعت ہے جس کے لیے شریعت نے وہ اوقات مقرر نہیں کیے ہیں۔ [الاعتصام] یعنی کسی چیز کے خاص ہیئت کے ساتھ مستحب ہونے پر دلیل شرعی کا وجود ضروری ہے۔

مسجد میں اجتماعی ذکر کی کیفیت مخصوصہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تنقید کے حوالے سے ہر اُس شخص کے متعلق ایسا ہی کہنا چاہیے (کہ وہ بدعتی ہے) جو خاص بدنی عبادات میں کوئی ایسی صفت اور ہیئت ایجاد کرے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ تھی۔ [مجالس الابرار] علامہ زین العابدین مصریؒ ابو حنیفہ ثانی فرماتے ہیں: ذکر الٰہی کو کسی وقت کے ساتھ تخصیص کا قصد کیا گیا اور وہ دوسرے وقت میں بجا نہ لایا گیا، یا کسی شے کے ساتھ ذکر الٰہی کو مخصوص کر لیا گیا اور دوسری چیز کے ساتھ ترک کیا گیا تو وہ مشروع نہ ہوگا، کیونکہ شریعت میں اس طرح کی تخصیص وارد نہیں ہوئی۔ [البحر الرائق]

نہایت خوش کن فلسفہ، خوب دلچسپ نظریہ یا نہایت موزوں شاعری ہر با صلاحیت شخص کسی بھی وقت پیش کر سکتا ہے۔ لیکن جو چیز ہر شخص ہر وقت پیش نہیں کر سکتا وہ اتباع سنت نبویہ و سیرت مصطفویہ میں کمال ہے۔ پوری عمر ہر چیز میں، ہر حالت میں اور ہر معاملے میں امام الانبیاء و خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کے پل صراط کو اس طرح طے کرنا کہ کسی صورت میں اسوہ حسنہ سے ذرہ برابر قدم نہ ہٹنے پائے' فی سبیل اللہ متاعِ جان پیش کرنے سے بھی بڑا مشکل امتحان ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اعلیٰ درجوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے آئینے میں انہوں نے اپنی زندگیاں سجائیں۔ یہی بولتی چالتی، جیتی جاگتی تصویریں ہر مسلمان کی زندگی میں سما جانا چاہئیں۔ اسی خالص جذبہ اتباع نے حضرات تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا نصب العین ہی یہ بنایا کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے قولاً و عملاً معلوم کر کے محبوب الٰہی ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک جنبش کو معلوم کریں، انہیں اپنی ذاتوں پر نافذ کریں، انہیں از بر یاد رکھیں اور حتی الامکان انہی متبرک الفاظ کو ہو بہو، بلا کم و کاست پچھلی نسل تک پہنچا دیں جو رسالت مآب ﷺ کی مقدس و متبرک زبان سے ادا ہوئے تھے۔

❀❀❀❀❀❀❀

← مسلم حدیث ۱۳] نیز فرمایا: "خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة، فیه خلق آدم وفیه أدخل الجنة وفیه أخرج منها، ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة" [مسلم، کتاب الجمعة حدیث ۲۱۸ (۶/ ۱۴۱)] "سورج طلوع ہونے والے ایام میں سے جمعہ افضل دن ہے، اسی روز آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز انہیں جنت میں داخلہ ملا اور اسی روز وہاں سے خارج کیے گئے اور قیامت بھی جمعہ ہی کے روز برپا ہوگی۔

محمد رسول اللہ ﷺ محسن انسانیت

جمعیت طلباء جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی نے تعلیمی سال 2006ء کا افتتاحی جلسہ "حرمت رسول ﷺ کانفرنس" کے عنوان سے منعقد کیا، جس کی صدارت جناب الشیخ عبیدالرحمٰن مدنی صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نائب مدیر عام جامعہ دارالعلوم بلتستان نے کی۔ زیر نظر مضمون موصوف کا صدارتی خطاب ہے، جسے طالب علم فردوس غلام قادر نے کیسٹ سے نقل کیا ہے۔ (ادارہ)

﴿ هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ﴾ **"وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ضابطہ ہدایت اور دین حق دے کر اس غرض سے دنیا میں مبعوث فرمایا کہ وہ اس دین حق کو تمام ادیان عالم پر غالب کردیں، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔"**

تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت پر احسان کرنے والی ہستی آج تک دنیا میں آئی ہے نہ آسکتی ہے۔ تاریخ انسانیت کی قدیم وجدید کتابوں میں ہمیں طرح طرح کے مصلحین دکھائی دیتے ہیں۔ شیریں مقال واعظ، آتش بیاں خطیب سامنے آتے ہیں، ایسے بادشاہوں اور حکمرانوں کے انبوہ ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جنہوں نے عظیم الشان سلطنتیں قائم کیں، جنگجو فاتحین کی داستانیں ہم پڑھتے ہیں۔ ایسی انقلابی شخصیتیں نگاہوں میں آتی ہیں جنہوں نے نقشہ حیات کو بار بار زیروزبر کیا، رنگارنگ مذاہب کی بنیادیں رکھنے والے بکثرت نظر آتے ہیں۔ اخلاقی خوبیوں کے دعوے دار بھی آئے ہیں۔ مگر ہم ان کی تعلیمات پڑھیں، ان کے کارنامے دیکھیں، ان کے مجموعی نتائج کا مشاہدہ کریں تو کہیں اگر خیر وفلاح دکھائی بھی دیتی ہے تو وہ جزوی ہوتی ہے، پھر اسی جزوی بھلائی کے ساتھ طرح طرح کے مفاسد اور بگاڑ ترقی پاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ماسوائے انبیاء کرام (علیہم الصلاۃ والسلام) کے تاریخ میں کوئی عنصر ایسا نہیں ہے جس نے پوری انسانیت کو، پورے کے پورے انسانی اقدار کو، انسان کی اجتماعیت کو اندر سے بدل دیا ہو۔

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی دعوت کیا تھی...؟

یہ ایک ایسی دعوت اور تحریک تھی ......جس نے پوری انسانیت کو اندر سے بدل ڈالا، ﴿صبغة الله﴾ [البقرة:١٣٨] کا رنگ ہر سو چھا گیا، ذہن بدل گئے، خیالات کا رخ بدل گیا، نگاہ کا زاویہ بدل گیا، عادات واطوار بدل گئے، رسوم ورواج بدل گئے، خیر وشر کے معیار، حلال وحرام کے پیمانے بدل گئے، دستور اور قانون بدل گیا۔ اس پوری کی پوری تبدیلی میں ایک سرے سے لے کر

دوسرے سرے تک صرف خیر ہی خیر...... فلاح ہی فلاح نظر آئے گا۔ کسی جانب فساد نہیں، کسی گوشے میں بگاڑ نہیں۔ صرف بناؤ ہی بناؤ، تعمیر ہی تعمیر اور ارتقاء ہی ارتقاء ہے۔

غور کریں کہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا کیا مقام ہے......؟! آپ ﷺ کے ہاتھوں انسانی زندگی کی نشأت ثانیہ ہوئی۔ دور جاہلیت کے حالات کا مطالعہ کریں، آپ کی بعثت سے پہلے دنیا کفروشرک کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، ظلم وگمراہی، جبروضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے ہر سو چھائے ہوئے تھے۔ شرک اور بت پرستی کی آندھیاں توحید کا چراغ گل کر چکی تھیں۔ تمدن صرف بگڑا ہی نہیں تھا' اس میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ انسان انسان ہی نہیں رہا تھا۔ انسانیت کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی تھی۔ انسان' نوع انسانی کا شکاری بنا ہوا تھا۔ گویا اس زمانے کے لوگ بزبانِ حال کہہ رہے تھے:

''قیامت ہے کہ انسان نوع انسانی کا شکاری ہے''

﴿ان هم الا كالأنعام بل هم أضل سبيلا﴾ [الفرقان:٤٤] انسان خواہش پرستی کی ادنیٰ سطح پر گر کر چوپایوں اور جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہا تھا۔☆ ایسے میں اللہ رب العزت کے بحرِ رحمت میں جوش آیا اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین اور محسنِ انسانیت بنا کر مبعوث فرمایا۔ ﴿وما أرسلناك الا رحمةً للعالمين﴾ (الأنبياء:١٠٧) ''اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' تمام جہاں کے لیے، کسی ایک قوم کے لیے نہیں، کسی ایک فرقے، ایک علاقے کے لیے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کا معلم، پوری انسانیت کا مربی، پوری انسانیت کا محسن بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ ﴿قل يأيها الناس انى رسول الله اليكم جميعا الذى له ملك السموٰت والأرض لآ اله الا هو يحي ويميت﴾ [الأعراف:١٥٨]

رسول اکرم ﷺ کے انسانیت پر احسانات

پہلا احسان:

آپ ﷺ نے مبعوث ہو کر سب سے پہلے انسانیت کے سر پر لٹکتی ہوئی اس تلوار کو ہٹا لیا جو کسی بھی لمحے گر کر انسانیت کا کام تمام کرنے والی تھی۔ اس تلوار کو آپ ﷺ نے انسانیت کے سر سے اٹھایا، اور اس کے بدلے بنی نوعِ انساں کو وہ تحفے، وہ ہدیے عطا

☆ عقائد واعمال اور اخلاق میں ہزار خامیوں کے باوجود عرب کے اس جاہلی معاشرے میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کی کچھ نہ کچھ رمق پائی جاتی تھی۔ ان میں سے بیت اللہ شریف، حدودِ حرم اور اشہرِ حرم کا احترام، سخاوت وفیاضی اور مہمان نوازی، جرأت وبہادری اور قومی ہمدردی وغیرہ شامل ہیں۔ انہی بعض صفات کی بدولت اللہ پاک نے بعثت کے لیے اس دور کا انتخاب فرمایا۔ (عبدالوہاب خان)

فرمایا جس سے اولادِ آدم کو ایک نئی زندگی حاصل ہوئی، ایک نیا ولولہ، نیا جذبہ انسان میں پیدا ہوا۔ آپ نے انسانیت کو جو تحفے مرحمت کیے اور عطیے عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے پہلا احسان' پہلا ہدیہ آپ ﷺ نے نوع انسانی پر ''عقیدہ توحید'' کی شکل میں عطا فرمائی۔

دنیا جہاں کو آپ ﷺ نے عقیدہ توحید سے روشناس فرمایا۔ یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے انسانیت پر۔ وہ انسان جس کے شاعری، فلسفہ، معیشت، معاشرت اور سیاست میں بڑے بڑے دعوے ہیں، عناصر اربعہ پر جس نے حکومت کی، قوموں کو بارہا جس نے غلام بنایا اور وہ انسان جس نے پتھر میں پھول کھلائے، پہاڑوں کا جگر کاٹ کر دریا بہائے، جس نے کبھی خدائی کا بھی دعویٰ کیا...... اس کی کیا حالت تھی! کہ وہ ذلیل وخوار، کم تر، بے حس و بے بس، ساکت و بے جان چیزوں کے سامنے جھکتا تھا، سجدہ ریز ہوتا تھا، کیڑے مکوڑوں تک سے حاجتیں مانگتے، ان کی خوشامد کرتے۔ یہ انسان کی حالت تھی اور اس کا نتیجہ کیا تھا کہ انسان میں بزدلی، انتشار، وہم پرستی اور بے اعتمادی سرایت کر چکی تھی۔ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے عقیدۂ توحید کی تعلیم اس عزم ویقین کے ساتھ دی کہ یہی فوز وفلاح کی گارنٹی ہے۔ (أیھا الناس قولوا : " **لآ اِلٰــہ اِلا اللّٰہ** " تفلحوا) [احمد ٤ / ٣٤١] ''اے لوگو! ایک اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کرو' تم کامیاب ہو جاؤ گے۔'' اس عقیدہ توحید کی تعلیم نے انسان کو اللہ رب العزت کے سوا باقی تمام چیزوں سے بے فکر اور بے خوف کر دیا۔

دوسرا بڑا احسان:

نبی اکرم ﷺ نے انسانیت کو اس زمانے کا بہت ہی حیرت انگیز اعلان سنایا تھا، بہت ہی انقلاب آفرین احسان کیا تھا...... یہ ''انسانی وحدت'' کا تصور تھا۔ انسانی مساوات اور وحدت انسانی کا وہ تصور جو آپ ﷺ نے دنیا کو عطا کیا' اس سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی؟ لوگوں میں قومی عصبیت عروج پر تھی، لوگ برادریوں میں، ذات پات میں، اعلیٰ وادنیٰ طبقوں میں بٹے ہوئے تھے، انسانوں کے مابین برابری اور برادری کا کوئی تصور نہیں تھا۔

ایسے میں محسن انسانیت ﷺ نے یہ اعلان کر دیا: (یا أیھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد ،ألا لا فضل لعَرَبی علی عَجَمی ولا لأسود علی أحمر الا بالتقوی خیر کم عند اللہ أتقاکم) ''اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، کسی عربی کو عجمی پر، کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کی بنیاد کے، رب العالمین کے ہاں سب سے معزز شخص وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پاکباز ہو۔''

جس وقت یہ اعلان ہوا' دنیا اسے سننے کے موڈ میں نہ تھی۔ لیکن اب محسن انسانیت ﷺ کی اس تعلیم کو، اس اعلان کو مسلم دنیا تو چھوڑ' کافروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اقوام متحدہ کے اسٹیج سے حقوق انسانی کا منشور Human Rights Charter شائع کیا گیا۔ اب یہ ادارہ اصولی طور پر حقوق انسانی اور مساوات انسانی کا علمبردار بن گیا ہے۔

لیکن وہ زمانہ تھا جب مختلف قوموں اور مختلف نسلوں میں مافوق البشر ہونے کا عقیدہ تھا۔ بہت سی نسلیں اور اقوام اپنا نسب نامہ اللہ پاک کے ساتھ ملایا کرتی تھیں۔ فراعنہ مصر کو خدائی کا دعوی تھا، شاہانِ فارس یعنی کسری کا دعوی تھا کہ ان کی نسل میں خدائی خون شامل ہے۔ اہل ایران اپنے بادشاہوں کو اسی نظر سے دیکھتے تھے۔ چینی اپنے بادشاہ کو آسمان کا بیٹا سمجھتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ آسمان نر ہے اور زمین مادہ' ان دونوں کے اتصال سے کائنات کی تخلیق عمل میں آئی ہے۔ اور ان کا بادشاہ اس جوڑے کا بیٹا ہے۔

ایسے بدترین عقائد اور جاہلانہ اوہام کے درمیان اللہ تعالٰی نے یہ قرآنی اعلان اپنے نبی ﷺ کی زبان کے ذریعے کردیا: ﴿ یٰـأیھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی و جعلناکم شعوبا وقبآئل لتعارفوا اِن اکرمکم عنداللہ اتقاکم ﴾ (الحجرات: ۱۳) "اے لوگو! کسی قوم کو، کسی برادری کو کسی پر فضیلت نہیں۔ تم سب کو اللہ رب العزت نے ایک مرد (آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا ہے۔ ﴿ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ﴾ اگر تمہیں مختلف قوموں میں، مختلف برادریوں میں، مختلف علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو صرف اس لیے: ﴿ لتعارفوا ﴾ " تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔" ہاں اللہ پاک کے ہاں کسی کی عزت ہے، کوئی مقام ہے تو وہ کون ہے؟ ﴿ ان اکرمکم عنداللہ أتقکم ﴾

تیسرا بڑا احسان:

رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کا مظہر اور نوع انسانی پر ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انسانیت کی قدر و قیمت اور احترامِ انسانیت سے بنی نوع انساں کو روشناس کرایا۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا میں انسان سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں تھا۔ بعض پالتو حیوانات، خاص اشجار و احجار ان کے آبائی عقائد کے مطابق "نہایت مقدس" تھے، جن کے ساتھ ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی وابستہ تھی۔ وہ انسانی جانوں سے کہیں زیادہ قیمتی سمجھے جاتے تھے۔ بے دریغ انسانی جانیں، انسانی خون، انسانی گوشت کے چڑھاوے ان پر چڑھائے جاتے تھے۔

محسن انسانیت ﷺ نے لوگوں کے دل و دماغ پر یہ تعلیم نقش کردی کہ دنیا میں انسان سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز نہیں، قرآن کریم نے انسان کو "خلیفۃ اللہ" کا خطاب عطا کیا۔ یہ ساری کائنات اور جو کچھ اس میں موجود ہے' سب کچھ انسان کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿ولقد کرمنا بنی ادم وحملناھم فی البر والبحر و رزقناھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا ۞﴾ **"ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی، انہیں دریا اور خشکی میں سواری دی، پاکیزہ روزی عطا فرمائی، اور بہت ساری مخلوقات پر ان کو فضیلت دی۔"** (الاسراء: ۷۰)

انسانیت کی رفعت اور اللہ رب العزت کے ہاں اس کے قرب و اہتمام کا اظہار اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: "قیامت کے روز اللہ رب العزت شکایت فرمائے گا "اے انسان! میں بیمار ہوگیا تھا، تو میری عیادت کی زحمت نہ اٹھا